# سیر و سوانح

محمد وسیم اختر مفتی

# حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا

حضرت ام فضل اپنی کنیت سے مشہور ہیں۔ان کا اصل نام لبابہ (لبابۂ کبریٰ) تھا۔حارث بن حزن ان کے والد اور ہند (خولہ) بنت عوف کنانیہ (یا حمیریہ) والدہ تھیں۔فضل بن عباس ان کے بڑے بیٹے تھے جن کی کنیت سے وہ مشہور ہیں۔بارھویں پشت پر حضرت ام فضل کا سلسلۂ نسب ہوازن بن منصور سے اور سولھویں پشت پر مضر کے پوتے قیس بن عیلان سے جا ملتا ہے۔ابن سعد نے ان کا شمار اجنبی عرب عورتوں میں کیا ہے۔اپنے ساتویں جد ہلال بن عامر کی نسبت سے ہلالیہ کہلاتی ہیں۔

حضرت ام فضل پہلی خاتون تھیں جو سیدہ خدیجہ کے بعد ایمان لائیں۔حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں: میں اور میری والدہ مستضعف عورتوں اور بچوں میں شامل تھے جنھیں اللہ تعالیٰ نے اہل عذر قرار دیا ہے (بخاری، جنائز ۷۹)۔ذہبی کہتے ہیں کہ اس قول سے پتا چلتا ہے کہ دونوں ماں بیٹا حضرت عباس سے پہلے ایمان لائے تھے، لیکن ہجرت نہ کر سکے۔آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ حضرت ابو رافع کہتے ہیں کہ حضرت عباس بن عبدالمطلب اسلام قبول کر چکے تھے، لیکن اپنی قوم سے ڈرتے تھے، اس لیے ایمان چھپائے رکھا۔ابن حجر کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب کی بہن، سعید بن زید کی اہلیہ حضرت فاطمہ اسلام قبول کرنے والی دوسری عورت تھیں۔

حضرت ام فضل کی بہنیں: ام المومنین میمونہ بنت حارث حضرت ام فضل کی سگی بہن تھیں۔حضرت خالد بن ولید کی والدہ عصما بنت حارث جنھیں لبابۂ صغریٰ کہا جاتا ہے، عزہ بنت حارث اور ہزیلہ (ام حفید) بنت حارث ان کی باپ شریک بہن تھیں۔حضرت ام فضل کے ماں شریک بہن بھائیوں کے نام یہ ہیں: محمیہ بن جز زبیدی، عون بن

عمیس، اسماء بنت عمیس اور سلمیٰ بنت عمیس۔ابن عبدالبراور مزی نے لبابۂ صغریٰ اور عصما کو حضرت ام فضل کی دو الگ الگ بہنیں بتایا ہے، انھوں نے حضرت ام فضل، ام المومنین میمونہ، لبابۂ صغریٰ، عصما (یا عصمہ)، عزہ اور ہزیلہ کو چھ سگی بہنیں قرار دیا ہے۔ مزی کا کہنا ہے کہ ابی بن خلف عصما کے شوہر تھے۔ ماں شریک بہنوں کی فہرست میں انھوں نے سلامہ بنت عمیس اور زینب بنت خزیمہ کا اضافہ کیا ہے۔اس طرح ان بہنوں کی کل تعداد گیارہ (ابن عبدالبر: نو) بنتی ہے۔

حضرت ام فضل کا بیاہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب سے ہوا۔عباس سے ان کے چھ بیٹوں، فضل بن عباس، عبداللہ بن عباس، عبیداللہ بن عباس، معبد بن عباس، قثم بن عباس، عبدالرحمٰن بن عباس اور ایک بیٹی ام حبیب (ام حبیبہ) کی ولادت ہوئی۔عبداللہ بن یزید ہلالی کہتے ہیں:

ما ولدت نجيبة من فحل بجبل نعلمه أو سهل

''کسی اعلیٰ نسب خاتون نے، پہاڑی علاقہ میں رہتی ہو یا میدانی میں، ایسے بیٹے جنم نہیں دیے۔''

كستة من بطن أم الفضل أكرم بها من كهلة و كهل

''جو ام فضل کے بطن سے پیدا ہونے والے چھ بیٹوں کی مانند ہوں، یہ کنبہ کیا ہی شریف النسب مرد اور عورتوں پر مشتمل ہے۔''

www.javedahmadghamidi.org www.al-mawrid.org

حضرت ام فضل کی والدہ ہند بنت عوف کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ سب سے زیادہ معزز داماد رکھنے والی خاتون ہیں۔ان کے دامادوں کے نام اس طرح ہیں: سیدہ میمونہ کے شوہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت لبابۂ کبریٰ کے میاں حضرت عباس بن عبدالمطلب اور حضرت سلمیٰ کے حضرت حمزہ بن عبدالمطلب تھے۔حضرت حمزہ کی شہادت کے بعد حضرت سلمیٰ کا بیاہ شداد بن ہاد (اسامہ) سے ہوا۔حضرت لبابۂ صغریٰ کی شادی ولید بن مغیرہ سے ہوئی، حضرت خالد بن ولید انھی کے بیٹے تھے۔حضرت اسماء کی شادی پہلے جعفر بن ابوطالب پھر سیدنا ابوبکر صدیق اور آخر میں سیدنا علی سے ہوئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعب ابوطالب (شعب ابویوسف) میں تھے کہ حضرت عباس بن عبدالمطلب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بتایا: میری اہلیہ ام فضل کے ہاں بچے کی ولادت ہونے والی ہے۔آپ نے فرمایا: امید ہے، اللہ تمھاری آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچائے گا۔تب حضرت عبداللہ بن عباس پیدا ہوئے، حضرت عباس انھیں کپڑے میں لپیٹ کر لائے تو آپ نے اپنا لعاب دہن ان کے منہ میں لگایا (کنز العمال: ۳۷۱۹۲۔تاریخ دمشق: ۳۴۴۵)۔

حضرت عباس بن عبدالمطلب جو جنگ بدر میں فوج مشرکین میں شامل تھے، مسلمانوں کے ہاتھ قید ہوئے اور انھیں بیڑیاں پہنا دی گئیں۔ جنگ کی رات ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو نہ پائے۔ صحابہ نے پوچھا: یا رسول اللہ، کیا بات ہے؟ فرمایا: میں اپنے چچا عباس کے کراہنے کی آواز سن رہا ہوں۔ صحابہ نے ان کی بیڑیاں کھول دیں۔ وہ خاموش ہوئے تو آپ سوئے۔ مدینہ پہنچ کر آپ نے فرمایا: چچا عباس، اپنا، اپنے بھتیجوں عقیل بن ابوطالب، نوفل بن حارث اور اپنے حلیف عتبہ بن عمرو بن جحدم کا فدیہ دے دیں۔ حضرت عباس نے جواب دیا: یا رسول اللہ، میں تو مسلمان ہوں، میری قوم نے مجھے جنگ میں شریک ہونے پر مجبور کر دیا۔ آپ نے فرمایا: اللہ ہی آپ کے اسلام کا علم رکھتا ہے۔ ہم تو آپ کے ظاہری عمل کو دیکھیں گے۔ حضرت عباس نے فدیہ معاف کرنے کی مکرر درخواست کی تو آپ نے فرمایا: نہیں، یہ وہ مال ہے جو اللہ نے آپ سے لے کر ہمیں عطا کر دیا۔ انھوں نے کہا: میرے پاس کوئی مال نہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ مال کہاں گیا جو ام فضل سے رخصت ہوتے ہوئے آپ نے مکہ میں چھپایا تھا؟ آپ نے اس مال کی وصیت بھی کر دی تھی کہ اس سفر میں اگر میں مارا گیا تو فضل کو اتنا، عبداللہ کو اتنا، قثم کو اتنا اور عبیداللہ کو اتنا حصہ ملے گا۔ حضرت عباس نے کہا: اس اللہ کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا! اس بات کو میرے اور ام فضل کے علاوہ کوئی نہ جانتا تھا، مجھے یقین ہو گیا ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ تب وہ اپنا، اپنے بھتیجوں اور حلیف کا فدیہ ادا کر کے چھوٹے (مسند احمد، رقم ۳۳۱۰)۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ حضرت عباس نے سو اوقیہ سونا فدیہ میں دیا۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

حضرت ابورافع جو مکہ میں حضرت عباس بن عبدالمطلب کے غلام تھے اور بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ گئے، فرماتے ہیں: جنگ بدر میں مشرکوں کی ہزیمت کی خبر آئی تو ہم مسلمانوں میں نئی طاقت آ گئی اور غلبے کا احساس پیدا ہوا۔ میں بیر زمزم پر تنے ہوئے خیمے میں بیٹھا تیر چھیل رہا تھا، حضرت ام فضل میرے پاس بیٹھی تھیں۔ ہم معرکۂ فرقان میں فتح سے مسرور و شادمان تھے کہ ابولہب جس نے اپنی جگہ لڑنے کے لیے عاص بن ہشام کو بھیج رکھا تھا، پاؤں گھسیٹتا ہوا آیا اور خیمے کی طناب پر، میری طرف پشت کر کے بیٹھ گیا۔ اسی اثنا میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا زاد، عبدالمطلب کا پوتا ابوسفیان بن حارث بھی آ گیا، لوگوں نے بتایا کہ یہ ابھی جنگ سے لوٹا ہے۔ ابولہب نے اسے بلایا: بھتیجے، ادھر آؤ، تمھارے پاس جنگ کی کیا خبر ہے؟ ابوسفیان نے کہا: کیا بتاؤں، جوں ہی مسلمانوں سے ہمارا سامنا ہوا، ہم نے اپنے کندھے ڈال دیے۔ انھوں نے جسے چاہا قتل کر دیا اور جس کو چاہا، قید کر لیا۔ بخدا، اس کے باوجود میں اپنے ساتھیوں کو ملامت نہیں کرتا، ہمارا مقابلہ ایسے گورے چٹے مردوں سے تھا جو

چتکبرے گھوڑوں پر سوار آسمان و زمین کے مابین چھائے ہوئے تھے۔ان کے آگے کوئی ٹھہر نہ سکتا تھا۔حضرت ابورافع نے خیمے کی رسی اٹھا کر کہا: وہ فرشتے تھے۔ابولہب نے ہاتھ بلند کر کے ان کے چہرے پر زور کا تھپڑ مارا۔ حضرت ابورافع نے اسے گرانے کی کوشش کی تو اس نے اٹھا کر ان کو زمین پر پٹکا پھر اوپر جھک کر پیٹنے لگا۔اسی دوران میں حضرت ام فضل نے ایک لکڑی پکڑ کر زور سے اسے دے ماری اور اس کا سر پھاڑ کر کہا: اس کا آقا موجود نہیں تو تو نے اسے کمزور جان لیا۔ابولہب زخمی ہو کر چلتا بنا،اس واقعے کے بعد وہ ایک ہفتہ بھی نہ جی پایا،اسے گلٹی نکل آئی جس نے اسے جہنم میں پہنچا دیا۔تین دن اس کی لاش گھر میں سڑتی رہی،اس کے بیٹوں نے اسے ہاتھ نہ لگایا، کیونکہ گلٹی کو طاعون کی طرح چھوت (infectious) سمجھا جاتا تھا۔پھر ایک قریشی کے ملامت کرنے پر اسے مکہ کی ایک دیوار کے پاس پھینک آئے اور دور سے پتھر پھینک کر تدفین کی۔

حضرت ام فضل سے قریبی رشتہ رکھنے کی وجہ سے مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر ان کے گھر تشریف لے جاتے اور وہاں قیلولہ فرماتے۔حضرت عباس بن عبدالمطلب بہت بعد میں مسلمان ہوئے۔ان کے ایمان لانے کے بعد حضرت ام فضل اور حضرت عباس نے مدینہ ہجرت کی۔تب پھر آپ کا ان کے گھر کثرت سے آنا جانا ہو گیا۔آپ نے اپنی چچی حضرت ام فضل کے علاوہ کسی عورت کی گود میں سر رکھا نہ نبوت ملنے کے بعد اللہ کی طرف سے اس کی اجازت تھی۔وہ آپ کے سر میں جوئیں تلاش کرتیں اور آنکھوں میں سرمہ ڈالتیں۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

حضرت ام فضل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا خواب سنایا، میں نے دیکھا کہ گویا آپ کے جسم کا ایک عضو ہمارے گھر میں آ گیا ہے۔آپ نے فرمایا: آپ نے اچھا خواب دیکھا، میری بیٹی فاطمہ کے ہاں بیٹا ہو گا اور آپ اسے اپنی بہو قثم بن عباس کی اہلیہ کا دودھ پلائیں گی۔چنانچہ حضرت حسین بن علی کی ولادت ہوئی تو حضرت ام فضل نے ان کی پرورش کی۔فرماتی ہیں: ایک بار میں حسین کو آپ سے ملانے لے گئی۔آپ انھیں لپٹا رہے اور ان سے پیار کر رہے تھے کہ انھوں نے آپ پر پیشاب کر دیا۔فرمایا: ام فضل، اپنے بیٹے کو پکڑ لو،اس نے مجھ پر پیشاب کر دیا ہے۔میں نے حسین کو پکڑا اور چٹکی کاٹ کر (ابن ماجہ،مسند احمد: کمر پر ہاتھ مار کر) کہا: تو نے پیشاب کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دی۔آپ نے حسین کے رونے کی آواز سنی تو فرمایا: ام فضل، اللہ بھلا کرے، آپ نے میرے بیٹے کو رلا کر مجھے تکلیف پہنچائی ہے۔پھر آپ نے پانی منگوا کر خوب چھڑکا اور فرمایا: جب لڑکا (جس نے کھانا نہ کھایا ہو: ترمذی، رقم ۷۱) پیشاب کرے تو اس پر اچھی طرح پانی چھڑک دو اور جب بچی پیشاب کرے تو کپڑے کو اچھی طرح دھو دو (طبقات ابن سعد ۶/ ۲۰۴۔ابن ماجہ۔رقم ۳۹۲۳)۔دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ام فضل

نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ دوسرے کپڑے پہن کر پیشاب والا پاجامہ مجھے دے دیں تاکہ میں دھو دوں تو آپ نے فرمایا: بچی کے پیشاب سے آلودہ کپڑے کو دھویا جائے اور لڑکے کے پیشاب والے کپڑے پر پانی چھڑک دیا جائے (ابوداؤد، رقم ۳۷۵۔ ابن ماجہ، رقم ۵۲۲۔ مسند احمد، رقم ۲۶۸۷۵)۔ حضرت عبداللہ بن عباس کی ملتی جلتی روایت میں ہے کہ حضرت ام فضل نے اپنی بیٹی ام حبیبہ بنت عباس کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں بٹھایا اور اس نے آپ پر پیشاب کیا (مسند احمد، رقم ۲۷۵۰)۔

بنو نضیر کا کعب بن اشرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرتا تھا۔ اس نے حضرت ام فضل اور دوسری اہل ایمان عورتوں کے بارے میں لغو عشقیہ اشعار کہے تو آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ختم کرنے کا حکم دیا۔ اسے اس کے رضاعی بھائی ابونائلہ (سلکان بن سلامہ) اور ان کے ساتھیوں نے جہنم واصل کیا۔

۷ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرۂ قضا کے لیے مکہ کا سفر کیا۔ عمرہ کرنے سے پہلے آپ نے حضرت جعفر بن ابوطالب کو نکاح کا پیغام دے کر حضرت میمونہ بنت حارث کے پاس بھیجا۔ حضرت میمونہ نے یہ معاملہ اپنی بہن حضرت ام فضل کے سپرد کر دیا، انھوں نے اپنے شوہر حضرت عباس بن عبدالمطلب کو والی مقرر کیا۔ چنانچہ حضرت عباس نے چار سو درہم مہر کے عوض حضرت میمونہ کا آپ سے نکاح کر دیا۔ حضرت ابورافع کہتے ہیں کہ تب آپ حالت احرام میں نہ تھے۔ سعید بن مسیّب اسی بات کی تائید کرتے ہیں۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

حضرت ام فضل بتاتی ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر وقوف عرفات کے روز صحابہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ دار ہونے میں شبہ تھا۔ کچھ نے کہا کہ آپ روزہ رکھے ہوئے ہیں، جبکہ دوسروں کا خیال تھا کہ آپ کا روزہ نہیں۔ میں نے یہ دیکھتے ہوئے دودھ سے بھرا ہوا پیالہ آپ کو بھیجا۔ آپ اونٹنی پر سوار تھے، آپ نے دودھ نوش فرما لیا (بخاری، رقم ۱۹۸۸۔ مسلم، رقم ۲۶۰۲۔ ابوداؤد، رقم ۲۴۴۱۔ مسند احمد، رقم ۲۶۸۷۲)۔ دوسری روایت میں یہی واقعہ ام المومنین سیدہ میمونہ سے منسوب ہے اور اس میں یہ اضافہ ہے: ’’لوگ دیکھ رہے تھے (کہ آپ روزے سے نہیں ہیں)‘‘ (بخاری، رقم ۱۹۸۹۔ مسلم، رقم ۲۶۰۶)۔ ابن کثیر کہتے ہیں کہ یہ واقعہ ایک ہی بار رونما ہوا، اگرچہ اس کی نسبت دو خواتین کی طرف کی گئی ہے۔

ایک روز حضرت ام فضل آپ کی آنکھوں میں سرمہ لگا رہی تھیں کہ ان کی آنکھ سے ایک آنسو آپ کے رخسار مبارک پر ٹپکا۔ آپ نے سر اٹھا کر فرمایا: چچی، کیا ہوا؟ کہا: اللہ نے ہمیں آپ کی رخصتی کی خبر دی ہے۔ آپ آنے والوں کو وصیت کر دیتے کہ آپ کے بعد خلافت ہم کو ملے گی یا دوسروں کو؟ فرمایا: میرے جانے کے بعد تم مظلوم اور کمزور

ہو جاؤ گے۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض وفات میں سیدنا علی کو بلایا، سیدہ عائشہ کے کہنے پر حضرت ابوبکر کو، حفصہ کے کہنے پر سیدنا عمر کو اور حضرت ام فضل کے کہنے پر حضرت عباس کو بلایا۔ سب اکٹھے ہو گئے تو آپ نے نظر اٹھا کر دیکھا، لیکن خاموش رہے۔ یہ دیکھ کر سیدنا عمر نے سب کو پیچھے ہٹا دیا۔ آپ کو افاقہ ہوا تو حضرت ابوبکر کو نماز پڑھانے کا حکم دیا، پھر دو اصحاب کا سہارا لے کر مسجد میں آئے اور سیدنا ابوبکر کی دائیں طرف بیٹھ کر نماز ادا فرمائی (ابن ماجہ، رقم ۱۲۳۵، مسند احمد، رقم ۳۳۵۵)۔

حضرت ام فضل اعلیٰ پائے کی خاتون تھیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چار بہنیں مومنہ ہیں: حضرت ام فضل، حضرت میمونہ، حضرت اسماء اور حضرت سلمیٰ (الاستیعاب ۴/۱۹۰۹)۔

ایک بار آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضرت میمونہ، حضرت ام فضل اور ان کی بہنوں حضرت لبابۂ صغریٰ، حضرت ہزیلہ، حضرت عزہ، حضرت اسماء اور حضرت سلمیٰ کا تذکرہ ہوا تو فرمایا: یہ سب بہنیں پکی مومنہ ہیں (طبقات ابن سعد ۶/ ۲۰۳)۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ ان کی والدہ حضرت ام فضل نے انھیں نماز میں سورۂ مرسلات کی قراءت کرتے سنا تو کہا: بچے، تو نے اس سورت کی تلاوت کر کے مجھے یاد دلا دیا ہے کہ یہ آخری سورہ تھی جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (آپ کے مرض وفات میں) مغرب کی نماز میں تلاوت فرماتے سنی (بخاری، رقم ۷۶۳۔ مسلم، رقم ۹۶۵۔ ابوداؤد، رقم ۸۱۰۔ ترمذی، رقم ۳۰۸)۔

حضرت ام فضل سوموار اور جمعرات کو روزہ رکھتی تھیں۔

عام روایات کے مطابق حضرت ام فضل نے اپنے شوہر حضرت عباس سے پہلے، عہد عثمانی میں وفات پائی، تاہم اس بات کی نفی کرنے کے لیے طبری کا یہ بیان کافی ہے کہ شہادت عثمان کے بعد حضرت ام فضل نے بنو جہینہ کے ظفر نامی شخص کو خط دے کر سیدنا علی کے پاس بھیجا۔ انھوں نے حضرت عبداللہ بن عباس کے آزاد کردہ کریب کو بھی کسی کام کے لیے معاویہ کے پاس شام بھیجا (مسلم، رقم ۲۴۹۵۔ ابوداؤد، رقم ۲۳۳۲۔ ترمذی، رقم ۶۹۳۔ مسند احمد، رقم ۲۷۸۹)۔

حضرت ام فضل نے انس بن مالک سے گھڑے میں بنائے جانے والے انگور کے شربت (نبیذ) کے بارے میں فتویٰ چاہا۔ انھوں نے اپنے بیٹے نضر کا عمل بتایا کہ وہ ایک گھڑے میں صبح کے وقت خشک انگور بھگوتا ہے اور شام کو ان کا شربت پی لیتا ہے (نسائی، رقم ۵۷۴۶)۔ حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تازہ

بنائی ہوئی نبیذ تین دن تک پیتے اور بچ رہنے والی چوتھے دن بہا دیتے (نسائی، رقم ۵۷۴۲)۔

حضرت ام فضل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی احادیث روایت کیں۔ بخاری میں ان سے مروی دو اور مسلم میں تین روایتیں ہیں جن میں ایک متفق علیہ ہے۔ حضرت ام فضل سے روایت کرنے والوں میں شامل ہیں، ان کے بیٹے حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت تمام بن عباس، حضرت انس بن مالک، حضرت عبداللہ بن حارث، حضرت ام فضل کے آزاد کردہ حضرت ابوعبداللہ، حضرت عمیر بن حارث، حضرت قابوس بن ابومخارق، حضرت عبداللہ بن عباس کے آزاد کردہ حضرت کریب۔

مطالعۂ مزید: الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، تاریخ الامم والملوک (طبری)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبدالبر)، المنتظم فی تواریخ الملوک والامم (ابن جوزی)، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ (ابن اثیر)، تہذیب الکمال فی اسماء الرجال (مزی)، سیر اعلام النبلاء (ذہبی)، البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر)، الاصابہ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر)۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com